



## أَنَامِدِيَّةَ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابِهَا

# حضرت علیؑ کے علمی کا نامے اپنے اور بیگانوں کی نظر میں

دنیا کی قوموں میں صرف عرب ہی ایک ایسی قوم ہے جو فصاحت و بلاغت اور طلاقت و خطابت میں کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتی اس لئے وہ اپنے کو عرب یعنی فصاحت سے کلام کرنے والے اور دوسری قوموں کو عجم یعنی گونگا کہتی تھی۔ تمام عرب میں شیریں زبانی اور طلاقت لسانی کے لحاظ سے قریش ا فصیح العرب تھے اسی لئے تمام قبائل عرب نے قریش سے عربی زبان حاصل کی۔

(کتاب الزہرنی علوم اللغۃ جز اول طبع مصر ۱۲۸۳ھ)

قریش کے سرتاج فصحاء، ادباً، خطباً، بلغاً قصبی ہاشم عبدالمطلب اور ابوطالب تھے ان میں بنی ہاشم اپنی آپ مثال تھے۔ جناب عبدالمطلب اور ابوطالب کے خطبات و اشعار جو فصاحت و بلاغت کی روح تھے آج تک کتابوں میں محفوظ ہیں۔ بنی ہاشم میں عبدالمطلب کی اولاد سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی اور نہ گذرا اسی آسمان فصاحت و بلاغت و خطابت کے آفتاب ا فصیح المخلق علی الاطلاق رسالت مآب اور حضرت علیؑ تھے۔

آنحضرتؐ کے متعلق علمائے ادب لکھتے ہیں کہ فصاحت قول اور بلاغت لسان کے اعتبار سے افضل ترین مقام پر فائز تھے۔ آپ کی سلاست طبع اور بے نظیر و مافوق الطاقت اقتدار، فصیح ترین و مختصر جملے، در بلیغ ترین و مختصر کلمات آپ کی خصوصیات تھیں آپ جوامع الکلم اور بدائع الحکم کے ساتھ مخصوص تھے آپ دنیا کی تمام زبانوں سے واقف تھے۔ ہر قوم و قبیلہ کے آدمی سے اسی کی زبان میں اس طرح کلام فرماتے تھے کہ آپ سب سے زیادہ بلیغ تھے (المجل فی تاریخ العرب العربی ص ۴ مصر)

تاریخ الادب کے صفحہ ۱۸۶ اور ۱۸۷ پر عہد حاضر کے مشہور مورخ الاستاذ احمد حسین الزیات لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد سلف و خلف میں گفتگو و کلام اور تقریر و خطابت میں حضرت علیؑ علیہ السلام سے زیادہ فصیح تر ہم نے کسی کو نہ پایا۔ آپ ایسے حکیم و فلسفی تھے کہ آپ کے بیان سے حکمت کے چستے جاری ہوتے اور آپ کی زبان سے خطابت کے دیا ا بلتے تھے۔ آپ ایسے واعظ تھے کہ سامعین کے قلب و دماغ کو اپنے و عظم سے مسحور کر دیتے تھے۔ آپ کے مکاتیب و رسائل دلائل کی بے پناہ گہرائیوں پر مشتمل ہوتے تھے حضرت کے وہ خطبے جن میں آپ نے لوگوں کو جہاد کے لئے براہیکجئے کیا اور وہ رسائل جو معاویہ کے نام تحریر فرمائے اور وہ خطبے جن میں طائرس چمکا ڈر اور دنیا کے اوصاف بیان فرمائے اور وہ فرمان جو مالک اشتر کا موسم ہے سب بدائع عقل بشری



## خلفاء کی مدد

یہ علیؑ ہی ہیں جنہوں نے تمام مشکلات میں خلفاء کی مثال کنسانی کی۔ چنانچہ خلیفہ دوم نے بہتر فیصلوں میں لولا علیؑ سہل عمر کہا و نیز حضرت عمر و حضرت عثمان نے کئی مشکلات کے حل کئے جانے پر کہا کہ خدا ہمیں اس روز کے لئے زندہ نہ رکھے جب علیؑ ہماری شکل کنائی کے لئے نہ ہوں۔ (ریاض النور ج ۲ ص ۱۹۶)

## تعلیم و ہدایت

کو ذر کو دارا حکومت بنانے کے بعد یہ حضرت علیؑ ہی کی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ اولین فقہا متکلمین و فلاسفہ اور اسلامی مفکرین کی یہاں سے نشوونما ہوئی جنہوں نے علوم فلسفہ، طبیعیات، کیمیا، حساب، ہیئت، وغیرہ کے مسائل پر روشنی ڈال کر دنیا سے اسلام کے تمام بڑے بڑے شہروں میں علوم و فنون کو پھیلایا کو ذر ہی سے مدارس اور تعلیم گاہوں کا رواج ہوا جہاں ظلمت کدہ یورپ کے تشنگان علوم سیراب ہونے آئے تھے۔ علامہ ابن الحدید شرح نہج البلاغہ کے صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں کہ اولین مفکرین اسلام جنہوں نے علوم اہیات پر بحث کی اور توجید و عدل، جبر و اختیار اور قصاص و قدر کے مسائل حل کئے وہ سب حضرت علیؑ ہی کے شاگرد تھے۔ (شرح ابن الحدید ج ۱ ص ۷۱)

حادثہ ہمدانی نے فقہ و فرائض اور علم حساب میں کمال حاصل کیا تھا جن سے دوسرے فقہانے اذکیا۔ (ملیۃ الادب جلد ۴م ذیل اللیل) حضرت علیؑ نہ صرف علوم شریعت کے استاد تھے بلکہ علم طریقت، معرفت و حقیقت کے بھی استاد علیؑ تھے۔ طریقت کے تمام سلسلے آپ ہی پر تھی ہوتے ہیں جس کا اعتراف شبلی، جنید، سری سقسی، ابونیزید بسطامی، معروف کرخی اور دیگر تمام علمائے طریقت نے کیا۔ (شرح ابن الحدید ج ۱ طبع مصر)

حضرت امیر المومنینؑ کی یہ خصوصیت تھی کہ تعلیم و رشد و ہدایت کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں آمادہ رہتے تھے۔ تعلیم و ہدایت کے لئے کوئی وقت مخصوص نہ تھا۔ نیز تو تعلیم و ہدایت کے لئے مخصوص ہی تھا مگر اس کے علاوہ بھی حضرت روز و شب سفر و حضر میں ہر موقع پر تشنگان علوم کو سیراب فرماتے رہتے تھے۔ ابتدا ہو گئی کہ جنگ جمل کے موقع پر جبکہ میدان کارزار گرم تھا دفعتاً ایک اعرابی نے حضرت کے قریب آکر سوال کیا یا امیر المومنین انقول ان اللہ واحد۔ یعنی اسے امیر المومنین کیا آپ بتلائیں گے کہ خدا کیا ایک ہے۔ مجاہدین اسلام پھر کہنے لگے کہ اے اعرابی کیا تو نہیں دیکھتا کہ اس وقت امیر المومنینؑ حالت جنگ میں ہیں تجھے کس طرح جواب دیں گے حضرت نے اپنے فوجیوں سے فرمایا کہ ”اس کو چھوڑ دو اس اعرابی کا وہی مقصد ہے جس مقصد کے لئے ہم اس وقت دشمنوں سے جنگ کر رہے ہیں حضرت کا مطلب یہ تھا کہ تعلیم علوم معرفت ہمارا مقصد ہے اور یہ لوگ جو ہم سے برسپیکار ہیں ہماری غرض کو پورا نہیں ہونے دینا چاہتے ہیں اسی لئے بغاوت کر کے ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔ تعلیم و تلقین ہم پر ہر حالت میں فرض ہے“ اس کے بعد حضرت نے اعرابی کے سوال کا جواب ادا فرمایا جو تفصیلاً آئندہ ابواب میں لکھا جائے گا۔

(کتاب التوحید از شیخ ابو جعفر بن ابیہر تونی ص ۱۳۲ باب سوم طبع ایران، نہج البلاغہ ص ۲۵)

حضرت کا کلام علم و معرفت اور فلسفہ و حکمت سے معمور رہتا تھا جس کا اقرار ہر سننے والا کرتا تھا۔ چنانچہ استاد مصطفیٰ جو اپنے تحقیقی مضمون ”فلسفہ تاریخ اسلامی“ کے ذیل میں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی

## حکمت و فلسفہ

عالم نے حضرت امیر المومنینؑ سے عرض کیا کہ اے فرزند ابوطالب اگر آپ فلسفہ بھی سیکھے، ہوتے تو آپ کا بڑا مرتبہ ہوتا یہ سن کر حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ :-

وما تغنى بالفلسفه اليس من اعتدل طباعه صفا مزاجه ومن صفا مزاجه قوى اثر النفس فيه ومن قوى اثر النفس فيه سما الى ما يرتقيه ومن سما الى ما يرتقسه فقد نكح با الاخلاق النفسانية ومن كحلن بالاخلاق النفسانية فقد صار موجودا بها هو انسان وقد وخلق في الهياكل اللكي مصوري وليس له من هذه الغاية مسير

ترجمہ: ”فلسفہ سے تیری مراد کیا ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ جس کی طبیعت میں اعتدال ہو۔ اس کا مزاج خود بخود پاکیزہ ہو جاتا ہے اور جس کے مزاج میں پاکیزگی راسخ ہوتی ہے اس کے نفس کے اثرات قوی ہو جاتے ہیں اور جو اپنے نفس کے اثرات میں قوت حاصل کر لیتا ہے وہ انسانیت کے منتہائے کمال پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ فضائل نفیہ سے آراستہ ہو جاتا ہے اور جو فضائل نفس سے مزین ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں انسانیت کے تمام کمال موجود رہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس میں خاصہ حیوانی موجود ہو کہ اپنا اثر دکھائیں) اس حالت میں ایسا انسان ملکوتی صفات بن جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ انسانی عروج کا تصور نہیں۔“

یہ سن کر یہودی عالم میساختہ کہنے لگا۔ اے فرزند ابوطالب آپ نے سارا فلسفہ ان کلمات میں بیان کر دیا۔ (العرب ص ۱۰۰ عبد النعم مصری) منہاج پنج البلاغہ ص ۱۲

خطبوں کی تعداد | مورخ سعودی لکھتا ہے کہ حضرت کے خطبوں کی تعداد جو آپ نے فی البدیہہ ارشاد فرمایا تھا ”چار سو اسی سے زائد ہیں جنہیں لوگوں نے یاد و محفوظ کر لیا تھا (مروج الذهب حصہ دوم ص ۳۳ مصر)

کلام کا داخل نصاب ہونا | حضرت کے خطبے حفظ کر کے خطباء دارالافتاء کرتے تھے۔ کوئی ادیب اس وقت تک ادیب نہیں بن سکتا تھا جب تک کہ اس کے نظام درس میں حضرت کے خطبات

شریک نہ ہوتے تھے اور وہ انہیں پڑھ نہ لیتا تھا علامہ جاحظ سے پہلے بھی ہر ادیب و دبیر کے درس میں حضرت کا کلام داخل نصاب تھا۔ (ادب الجاحظ ص ۱۹۶ مصر)

عمر بن بحر الجاحظ متوفی ۱۸۰ھ نے لکھا ہے کہ حضرت کے خطبے مدون و مرتب محفوظ و مشہور ہو کر بقائے دوام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ (البيان والنبین جلد اول ص ۱۴ مطبوعہ مصر)

عبد الحمید بن یحییٰ سے دریافت کیا گیا کہ کس چیز نے تمہیں بلاغت پر اس قدر اقتدار بخشا کہ تم ایک با کمال ادیب بن گئے اس نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ کے کلام کو حفظ کرنے سے مجھے یہ کمال حاصل ہوا۔

## حضرت علیؑ کے کلام کی تدوین

حضرت امیر المومنینؑ کے اقوال و خطب خود آپ ہی کے زمانے میں لکھے جا کر محفوظ کر لئے گئے تھے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ سلف صحابہ و تابعین میں تدوین و تالیف اور کتابت علوم کے متعلق سخت اختلاف تھا سوائے حضرت علیؑ اور آپ کے فرزندانوں کے جو اس کو مباح سمجھتے تھے اور خود تالیف و تدوین فرماتے تھے۔ (تدریب الراء)

علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت امیر المومنینؑ ہی سے خطابت و تحریر و تصنیف کا فن سیکھا دنیا کو اس امر کا اعتراف ہے کہ حضرت نے ذیل کے مصنفین و مؤلفین کا ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا تھا جنہوں نے سانیات، بہرہ و احادیث اور علوم قرآن پر کتابیں لکھیں۔ حضرت کے افراد فائدان اور اصحاب سے مندرجہ ذیل وہ اصحاب قلم ہیں جنہوں نے امیر المومنینؑ کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جن سے دنیا آج بھی فیضیاب ہو رہی ہے اس کی تصدیق علمائے رجال نے اپنی اپنی کتابوں میں کی ہے۔

امام حسن علیہ السلام۔ امام حسین علیہ السلام، عمر بن علیؑ، محمد حنفیہ، عبد اللہ بن عباس، ابی بن کعب صحابی، جابر بن عبد اللہ صحابی، ابورافع، علی بن ابی رافع، عبید اللہ بن ابی رافع، اصغ بن نباتہ، سلیم بن قیس ہلالی، میثم بن کھلی، ابوصالح التمار، عمارت بن عبد اللہ ہمدانی۔ ابوالاسود الاثلی، کیل ابن زیاد، عبید اللہ بن الحر، ربیع بن سیح، یعلیٰ بن مرہ، زید بن وہب وغیرہ۔

جب کبھی حضرت کوئی خطبہ ارشاد فرماتے حکماء فقہاء ادبا اور خطباء اور سینکڑوں آدمی لکھتے جلتے اور اسکو محفوظ کر لیتے تھے (۱) اصحاب میں سب سے پہلے حضرت امیر المومنینؑ کے خطبوں کو جمع کرنے کا فخر جس کو حاصل ہے وہ زید بن وہب ہے۔ جن کا انتقال تقریباً ۳۰ھ میں ہوا۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ زید اس قدر جلیل القدر اور قابل اعتماد آدمی تھے کہ ان کی روایت گویا اصل صاحب روایت کی زبانی سننے کے برابر سمجھی جاتی تھی۔

(میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۲۲، ۳۲۳ طبع مصر)

زید بن وہب اجلہ تابعین و ثقات میں سے تھے۔

(۲) شیخ صدوق ابن بابویہ متوفی ۳۸۵ھ کتاب التوحید میں اپنے سلسلہ اسناد سے لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت علیؑ نے خدا کی عظمت و جلال کے مضامین پر ایک خطبہ فرمایا تھا ابوالاسحق نے ایک مرتبہ عمارت سے پوچھا کہ آیا وہ خطبہ تمہیں یاد ہے تو عمارت نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ حضرت کے خطبے لکھ لیا کرتا ہوں چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب سے اس خطبہ کو پڑھ کر سنایا۔ (۳) ایک مرتبہ ایک یہودی عالم نے چند سوالات کئے تھے ان کے مفصل جوابات عمارت ہمدانی نے لکھ کر محفوظ کر لیا۔

(کتاب الفہرست شیخ ابو جعفر طوسی)

حارت نے امیر المؤمنینؑ کے آثار علم اس کثرت سے مدون و مرتب کئے تھے کہ ایک مرتبہ امام حسن علیہ السلام نے اس ذخیرہ کو ان سے طلب فرمایا تو حارت نے ایک عظیم ذخیرہ کتب بھیجا جو ایک اونٹ کا بار تھا ذیل المذیل از ابوجعفر محمد بن جریر الطبری ص ۱۳۳۔ طبع قاہرہ)

۴۔ حضرت کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع نے حضرت کے قضا یا مدون کئے (الفہرس طوسی ص ۲۰۴)

(۵) اصبع بن نباتہ نے حضرت کے آثار سے کئی چیزوں کو مدون کیا جن میں حضرت کا وہ فرمان بھی شریک تھا جو مالک اشتر کو لکھا گیا تھا تاریخ المقال، الفہرس طوسی) اس کے علاوہ حضرت کے وہ دھایا بھی جمع کئے جو محمد حنفیہ کے نام تھے۔

۶۔ سلیم ابن قیس ہلالی نے ایک کتاب مدون کی جس میں حضرت کے چند خطب و رسائل اور مکتوب بھی درج ہیں۔ یہ کتاب حال ہی میں مطبع حیدریہ نجف اشرف سے طبع ہوئی ہے اور پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔

۷۔ کبیل ابن زیاد نے حضرت کی ایک طویل اور جلیل القدر دعا کو محفوظ کیا جو آج تک شب ہائے جمعہ وغیرہ میں پڑھی جاتی ہے جو دعائے کبیل کے نام سے مشہور ہے۔

**صدر دوم** اصحاب امیر المؤمنینؑ کے بعد دیگر ائمہ اطہار علیہم السلام کے اصحاب اور اہل علم و ادب نے بھی حضرت کے اقوال و خطب اور رسائل وغیرہ کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھا اور اس کی تالیف و تدوین میں مشغول رہے اور مستقل کتابیں لکھیں جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں:-

(۱) ہشام بن محمد کلبی صحابی امام محمد باقر علیہ السلام نے امیر المؤمنینؑ کے بہت سے خطبے جمع کئے۔ (الفہرس از ابن النذیم ص ۱۳۷)

(۲) محمد بن قیس البجلي صحابی امام محمد باقر و جعفر صادق علیہم السلام نے امیر المؤمنین کے قضا یا ت جمع کئے۔

(کتاب الرجال النجاشی و نہج المقال)

(۳) محمد بن قیس ابو نصر سدی صحابی امام محمد باقر و جعفر صادق علیہم السلام امیر المؤمنین کے قضا یا جمع کئے۔

(کتاب الرجال النجاشی و نہج المقال)

(۴) ابراہیم بن مکرم الفزازی نے خطبات جمع کئے۔ (الفہرس طوسی، کتاب الرجال نجاشی)

(۵) ابو محمد سعده صحابی امام جعفر صادق دوسری کاظم علیہم السلام نے خطبات جمع کئے (کتاب الرجال نجاشی)

(۶) ابراہیم بن ہاشم ابو اسحق قمی صحابی امام رضا علیہ السلام نے قضا یا جمع کئے (نہج المقال)

(۷) مورخ ابوحنف لوط بن یحییٰ نے اپنی مصنفات میں خطبات و رسائل کو وارد کیا۔

(۸) نصر بن مزاحم کوئی معاصر امام محمد باقر تا امام علی رضا علیہم السلام نے خطبات و مکتوبات کو کتاب الصغیر میں تحریر کیا۔

(۹) ابو القاسم عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی متوفی تقریباً ۲۵۰ھ صحابی امام علی نقی علیہ السلام نے خطبات جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۰) صالح بن ابی حماد صحابی امام علی نقی علیہ السلام نے خطبات جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۱) علی بن محمد متوفی ۲۵۰ھ نے خطبوں اور ان مکاتیب کو جمع کیا جو حضرت نے اپنے عمال کو تحریر فرمایا تھا۔

(معجم الادبایا قوت الحموی ج ۴ ص ۱۳۲ طبع مصر)

(۱۲) ابراہیم بن محمد کوفی متوفی ۸۳ھ نے ”کتاب رسائل امیرالمؤمنین“ میں حضرت کے فرامین اور خطوط جمع کئے۔

(معجم الادبایا ج ۱ ص ۲۲ طبع مصر)

(۱۳) ابوالقاسم عبداللہ بن احمد نے تقضایا جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۴) ابوالحسن معلی بن محمد بصری نے تقضایا جمع کئے۔ (کتاب الرجال)

(۱۵) چوکنی حدی کے مشہور مورخ عبدالعزیز ابن یحییٰ جلودی متوفی ۳۳۰ھ نے آثار امیرالمؤمنین سے ہر موضوع سے متعلق آپ کے

کلام کو علیحدہ علیحدہ کتابی شکل میں جمع کیا۔

(۱) کتاب رسائل علیؑ (خطوط دفرامین کا مجموعہ)

(۲) کتاب خطب علیؑ (خطبوں کا مجموعہ)

(۳) کتاب مواعظ علیؑ (مواعظ کا مجموعہ)

(۴) کتاب خطب علیؑ فی الملاحم (ان خطبات کا مجموعہ جس میں آئندہ ہونے والے واقعات اور فتنہ و فساد کی

خبر دی گئی ہے۔)

(۵) کتاب دعاء علیؑ (ادعیہ کا مجموعہ)

(۶) کتاب شعر علیؑ (اشعار کا مجموعہ) (الفہرست طوسی، کتاب الرجال نجاشی)

(۱۶) ابو محسن بن علی متوفی ۳۳۶ھ مشہور شیعہ علماء محدثین سے تھے۔ یعقوب نے اپنی کتاب ”تحف العقول عن آل الرسول

میں حضرت کے کلمات حکمیہ اور امثال و خطب جمع کئے اور لکھا ہے کہ اگر ہر ان خطبات کو جمع کریں جن میں حضرت نے صرف

مسائل توحید بیان فرمائے ہیں تو یہ مجموعہ تحف العقول کے برابر ہو جائے گا۔ (خیال رہے کہ تحف العقول کا حجم بیچ البلاغ سے زیادہ ہے)

(۱۷) ابوطالب عبداللہ بن ابی زید متوفی ۵۱۰ھ نے حضرت کی دعاؤں کو کتاب الادعیہ الاثمہ میں جمع کیا۔

(۱۸) علامہ سید رضا نے ۱۰۰۰ھ میں بیچ البلاغ مرتب کیا جس کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہزاروں مرتبہ طبع ہوا۔

چھٹی صدی کے مشہور عالم ابوالحسن محمد بن حسین بہیقی اپنی کتاب شرح بیچ البلاغ موسوم بہ حدائق الحقائق میں

قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۰ھ کی کتاب مہناج البلاغ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قطب الدین راوندی نے

**کثرت کلام**

جہاز میں علماء سے سنا تھا کہ انہوں نے مصر میں امیرالمؤمنین کے کلام کے ایسے مجموعہ کو دیکھا تھا جو بیس مجلدات سے زیادہ تھا۔

(روضات الجنات باب العین ص ۴۶ طبع ایران)

## نہج البلاغہ سے پہلے

یہ تو ان اہل علم کی فہرست تھی جنہوں نے حضرت امیرالمومنین کے اقوال و خطب اور دیگر آثار علمیہ پر مستقلاً کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ مورخین، محدثین، اور علمائے اسلام کی ایک کثیر تعداد

ہے جنہوں نے اپنے کتب و تصانیف میں حضرت کے خطیبوں اور دیگر آثار کو وارد کیا جس میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

(۱) ابوالحسن علی بن محمد متوفی ۲۵۰ھ نے تاریخ الخلفاء اور کتاب الاحداث والفتن میں۔

(۲) ابو عثمان عمر بن بجا لجا حظ متوفی ۲۵۰ھ نے کتاب البیان والبتین میں چند خطبات اور کلمات حکمیہ میں ایک سو

منتخب کلمات کو جمع کیا۔

(۳) ابن قتیبہ دینوری متوفی ۳۰۰ھ نے عیون الاخبار اور غریب الحدیث میں۔

(۴) ابن واضح یعقوبی کاتب عباسی متوفی ۳۰۰ھ نے اپنی تاریخ میں۔

(۵) ابو حنیفہ دینوری متوفی ۳۰۰ھ نے اخبار الطوال میں۔

(۶) ابوالعباس المبرد متوفی ۳۰۰ھ نے کتاب المبرور میں۔

(۷) مورخ محمد بن جریر طبری متوفی ۳۰۰ھ نے اپنی تاریخ میں۔

(۸) ابوبکر محمد بن حسن بصری متوفی ۳۰۰ھ نے کتاب المجتبیٰ میں۔

(۹) ابن عبد ربہ متوفی ۳۰۰ھ نے عقد الفرید میں۔

(۱۰) محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۰۰ھ نے کتاب الکافی کے مجلدات کتاب الاصول والفروع اور کتاب الردفہ میں۔

(۱۱) مورخ مسعودی متوفی ۳۰۰ھ نے مروج الذهب میں۔

(۱۲) ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۰۰ھ نے کتاب الاغانی میں

(۱۳) ابوعلی القالی متوفی ۳۰۰ھ نے نوادر میں۔

(۱۴) شیخ ابو جعفر ابن بابویہ قمی متوفی ۳۰۰ھ نے کتاب التوحید اور اپنی دوسری کتب میں۔

(۱۵) شیخ مفید استاد سیدی متوفی ۳۰۰ھ نے کتاب الارشاد اور کتاب الجمل میں۔

(۱۶) ابن مسکویہ متوفی ۳۰۰ھ نے تجارب الامم میں۔

(۱۷) حافظ ابو نعیم متوفی ۳۰۰ھ نے حلیۃ الاولیاء میں۔ ارشادات جلد دوم و سوم میں درج ہیں۔

(۱۸) شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۳۰۰ھ تا ۳۰۰ھ) نے کتاب التہذیب اور کتاب الاسالیب میں۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ نہج البلاغہ جس کی تالیف ۳۰۰ھ میں مکمل ہوئی حضرت علی علیہ السلام

کا کلام نہیں ہے بلکہ سید رضی متوفی ۳۰۰ھ کا کلام ہے۔ و الہدایات بالا سے واضح ہو گا کہ یہ

خیالات بالکل بے اصل اور غلط ہیں کیونکہ نہج البلاغہ کے خطبے سید رضی سے پہلے مذکورہ بالا متعدد کتب میں موجود تھے۔ اگر ایسا



نہ ہوتا تو خود ان کے زمانے میں جب کہ بغداد میں دیگر مذاہب کا غلبہ تھا جن کے اجلہ علماء و حفاظ حدیث اور راویان اخبار بکثرت موجود تھے فوراً سید رضی کو مورد الزام قرار دیتے اور حاکم وقت سے مبتلائے عذاب و عقاب کرتے۔

حضرت امیر المؤمنین کے تمام خطبات تو اتر کا حکم رکھتے ہیں جن سے انکار و ضعف ایمان کی دلیل ہوگی دیگر یہ کہ کلام اور نہج بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کے سوائے کوئی اور انسان اس انشاء پر قادر نہیں ہو سکتا۔ حضرت کے کلام میں بہت سے اسرار و روزیے ہیں جن کے معنی و تشریح آج تک کسی سے نہ ہو سکی تھلاً اذا صاح الناعوم، انا جانینوٹا... وغیرہ ان کی صحیح قرات و تلفظ سے علماء کبھی قاصر ہیں۔

پس نہج البلاغہ کے لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے مندرجہ خطبے حضرت علی کا کلام نہیں بلکہ سید رضی کا کلام ہے نہج البلاغہ کے مقدمہ میں سید رضی لکھتے ہیں کہ ”حضرت کا کلام ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جس کی انتہا و گہرائی تک نہ کوئی پہنچ سکتا ہے اور نہ اس کی موجوں پر تسلط پاسکتا ہے۔“ سید رضی نے حضرت کے کلام کو تین ابواب بمنزلاً: خطبہ و اوامیر ۲، کتب در سائل ۳، حکم و مواعظ میں تقسیم کر کے صرف ایسے کلام کو مرتب کیا جس کی تفہیم آسان ہو اور یہ تحریر فرمایا کہ جو کچھ وہ منتخب کر کے جمع کئے وہ اس کلام کے مقابلہ میں بہت کم ہے جس کو انہوں نے اس مجموعہ میں شریک نہیں کیا۔

علامہ سید رضی سے پہلے جن علماء نے حضرت کے اقوال و خطبے جمع کئے تھے ان کی تدوین و تالیف کا ایسا اچھا انداز نہ تھا جیسا کہ نہج البلاغہ کا ہے اسی لئے وہ تالیفات نہج البلاغہ کی طرح شہرت و قبولیت حاصل نہ کر سکیں۔

اعلامہ سید رضی نے نہج البلاغہ کو مستندہ میں مکمل کیا۔ اس کے بعد غالباً آپ کو مزید کلام کے تدوین کے لئے وقت نہج البلاغہ کے بعد فراہ من سکا اور لڑنے میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

نہج البلاغہ کی تالیف کے بعد علمائے دین حضرت کے کلام کی تدوین و جمع سے غافل نہ ہوئے بلکہ اس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ان جامعین کلام میں سے مندرجہ ذیل علما قابل ذکر ہیں۔

(۱) عبدالواحد بن محمد تمیمی معاصر علامہ سید محمد رضی نے ایک مجموعہ حضرت امیر المؤمنین کے کلمات و قصائد کا جمع کر کے اس کا نام عزرا الحکم و درر الکلم رکھا۔ اس میں دس ہزار سے زائد کلمات حروف نہجی کے لحاظ سے مرقوم ہیں۔ یہ کتاب متعدد مقامات پر طبع ہو چکی ہے اور اس کا ترجمہ بھی فارسی میں ہو چکا ہے۔

(۲) عزیر الدین بن ضیاء الدین، فضل اللہ راندی نے حضرت کے اقوال و کلمات جمع کئے اور اس کا نام نثر اللاتی رکھا۔

(۳) ابو سعید منصور بن حسین متوفی ۳۲۳ھ نے بھی حضرت کے نکت کلام کو ”نثر تہ اللادب“ اور نثر الدار میں جمع کیا

(کشف الظنون باب النون)

(۴) قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ شافعی متوفی ۵۳۳ھ نے حضرت کے خطب و حکم و مواعظ و وصایا اور اشعار جمع کئے اور اس کا نام ”دستور معالم الحکم“ رکھا۔ یہ کتاب مہر میں طبع ہو چکی ہے۔ (اس کتاب کے اردو تراجم و تفسیریں مرقوم ہیں)

(۵) عزالدین ابن ابی العمید معتزلی شارح پنج البلاغہ متونی سنہ ۱۰۰۰ھ نے حضرت کے ایک ہزار کلمات کو جمع کیا۔  
 (۶) شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزغلی حنفی معروف بہ سبط ابن جوزی متونی سنہ ۱۰۰۰ھ ”تذکرۃ خواص الامم“ میں حضرت کے اقوال و خطب جمع کئے۔

۷: قاضی ابویوسف یعقوب بن سلیمان نے حضرت کے کلمات قصار جمع کئے اور اس کا نام ”الفرائد والقلائد“ رکھا اس کا ایک قدیم خطی نسخہ جو چھٹی صدی کا لکھا ہوا ہے۔ کتب خانہ مدرسہ مروی پھران میں محفوظ ہے۔  
 (۸) علی بن محمد واسطی (چھٹی صدی) نے ایک کتاب تالیف کی جو تیس ابواب اور ایک نوے فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت کے مواعظ ادعیہ، مکاتبات، مناہات اور ۱۲۲۸ کلمات حکمیہ ہیں اس کتاب کا نام ”عیون الحکمہ والمواعظ وذخیرۃ المتعظ والواعظ“ رکھا۔

کتاب کے مقدمہ میں مولف لکھتے ہیں کہ ”میں نے اس کتاب کے مضامین حضرت کے ایسے نصیح و بلینہ مجموعہ کلام سے جمع کئے جو حکمت و ادب، مواعظ و مناہات اور ادا و نواہی پر مشتمل ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے حکما و بلغاء عاجز ہیں۔ اس کتاب کے دو قلمی نسخے کتب خانہ مدرسہ بہ سالار پھران میں موجود ہیں (فہرست کتاب خانہ مدرسہ بہ سالار ہبلد اول ص ۲۸۳ و جلد دوم ص ۱۰۰ طبع ایران)

(۹) مولیٰ خلف بن مطلب بن حیدر نے حضرت کا وہ کلام جو پنج البلاغہ میں جمع نہ ہو سکا تھا اس کو جمع کیا اور اس کا نام ”الہنج القویم فی کلام امیر المؤمنین“ رکھا۔

(ردضات الجنات باب الخیار ص ۲۶۶ انارالشعبہ ج ۴ ایران)

(۱۰) مولیٰ میر تقادری جیلانی معاصر شاہ عباس صفوی نے کتاب زبدۃ الحقائق میں حضرت کے کلمات کثیرہ کو جمع کیا۔

(۱۱) شیخ عبداللہ بن صالح نے حضرت کے ادعیہ مناہات اور اذکار کو جمع کر کے اس کا نام الصمیمۃ العلویۃ التحف المرغوبہ رکھا۔

(۱۲) محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۷ میں حضرت کے چند خطب و کلمات جمع کئے۔

(۱۳) مسیحی ادیب الاب لویس شیخ نے حضرت کے اقوال کے ایسے مجموعہ کو شائع کیا جو سنہ ۱۷۰۰ھ کا مخطوطہ تھا ترجمہ علی ابن ابی طالب ص ۱۱۱ مصر)

(۱۴) شیخ احمد رضا العاسلی نے خطب و مواضع کے ایک ایسے مجموعہ کو قبلہ العرفان سنہ ۱۹۲۳ھ میں شائع کیا جو پنج البلاغہ میں

نہیں ہے۔ (ترجمہ علی ابن ابی طالب ص ۱۱۱ مصر)

(۱۵) در المنظم میں کمال الدین ابوسالم محمد نے بہت سے خطبے جمع کئے۔

(۱۶) توضیح الدلائل میں شہاب الدین نے بہت سے خطبے جمع کئے۔

(۷) منتخب البصائر از علامہ علی۔

(۸) بصائر الانوار۔

(۹) علی ابن ابی طالب شعر و حکم از علامہ تیمور پاشا مصری۔ ان تینوں کتب میں بھی حضرت امیر المومنینؑ کے بہت سے ارشادات

مرقوم ہیں۔

(۲۰) علامہ شیخ ہادی نجفی آل کاشف الغطاء نے ایسے خطبے و مکاتیب اور اقوال جمع کئے جو نہج البلاغہ میں نہیں۔ یہ کتاب ۱۳۵۵ھ میں

نجف اشرف میں ”مستدرک نہج البلاغہ“ کے نام سے شائع ہوئی۔

(۲۱) حکیم نبی احمد حنفی رام پوری نے بھی ایسے مکاتیب و رسائل جمع کئے جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں اور اس کا نام مکتوبات

حضرت علیؑ رکھا۔

(۲۲) کتاب معیات علیؑ۔

(۲۳) جوہر المطالب

(۲۴) امثال الامامہ علیؑ بن ابی طالب۔

نہج البلاغہ کے چند قدیم نسخے آج بھی دنیا میں موجود ہیں پختاچہ ایک نسخہ جو قدیم ترین ہے طران  
میں دکترا سید صدر الدین نصیری کے محفوظات میں موجود ہے یہ نسخہ ۱۹۵۲ء میں لکھا گیا تھا۔

۱۹۵۳ء کا لکھا ہوا ایک محفوظ نسخہ لندن لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔

ایک نادر محفوظ نسخہ موصل میں مدرسہ حسن پاشا میں موجود ہے جو حریر پر قدیم رسم الخط میں لکھا ہوا ہے اس کے حواشی مختلف

رنگوں سے مزین ہیں یہ نسخہ بنی عباس کے مشہور کاتب یا قوت المستعصمی نے غالباً ۱۲۵۰ھ کے بعد لکھا تھا۔

۱۵۶۵ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ بغداد میوزیم میں موجود ہے۔

۱۶۴۷ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ کتب خانہ ناصر یہ لکھنؤ میں موجود ہے۔

۱۷۵۰ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ نجف اشرف میں موجود ہے۔ (منہاج نہج البلاغہ)

ان کے علاوہ آپ کے چند مشہور خطبے جو نہج البلاغہ میں نہیں ہیں مگر دوسری معتبر اور قدیم کتب میں ملتے ہیں۔ درج

ذیل ہیں۔

(۱) خطبۃ الاستسقاء :- حضرت امیر المومنین کا یہ ایک بسوط خطبہ ہے جس کو علامہ شیخ صدوق نے اپنی

کتاب من لایحضر الفقیہ میں باب صلوة الاستسقاء کے تحت درج کیا ہے۔

مولانا محمد تقی مجلسی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی مشہور شرح اللوامع میں اس خطبہ کا ترجمہ کیا ہے۔

(۲) خطبۃ الاقالیم :- یہ بھی حضرت کا ایک بسوط خطبہ ہے جس کا ابن شہر آشوب نے مناقب میں ذکر کیا ہے اس

کا ایک مخطوط کتب خانہ وضوئہ مشہد میں موجود ہے جس کے ساتھ حضرت کے دوسرے خطبے مثلاً خطبۃ البیان الدرۃ الیتمہ، خطبہ مولفہ وغیرہ بھی ہیں۔ ان کا جامع احمد بن یحییٰ بن احمد بن ناقد ہے۔ یہ ۲۹۰ھ میں لکھے گئے تھے۔

(۳) خطبۃ البالغة : علامہ محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ پر اس کو نقل کیا ہے۔ کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۴) خطبۃ التطنجیہ : اس خطبہ کو علامہ برسی نے مشارق الانوار الیقین مولفہ ۱۰۰۰ھ میں لکھا ہے اور بارہ صبی نے الزام الناصب میں نقل کیا ہے۔ دینز عبدالصمد ہمدانی نے بحر المعارف میں درج کیا ہے اور کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۵) خطبۃ الزہراء : ابو مخنف لوط بن یحییٰ ر ۱۵۰ھ نے اپنی تالیف میں اور طوسی نے فہرست میں لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو الذریعہ ص ۷۲) یہ ایک طویل خطبہ ہے۔

(۶) خطبۃ الطالوتیہ : محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب الروضہ میں خطبہ وسیلہ کے بعد نقل کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ خطبہ مدینہ میں انشاء فرمایا تھا۔ یہ خطبہ صحیح الاسرار جلد دوم میں درج ہے۔

(۷) خطبۃ الوسیلہ : یہ ایک مشہور طویل خطبہ ہے جس کو کلینی نے فروغ کافی (کتاب الروضہ) میں درج کیا ہے۔ یہ خطبہ کتاب ہذا میں درج ہے۔

(۸) خطبۃ المخزون : شیخ حسین بن سلیمان حلی نے یہ خطبہ اپنی کتاب منتخب البصائر میں درج کیا ہے اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں حجتہ میں اس کو پورا نقل کیا ہے۔ دینز کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۹) خطبۃ المنبریہ : ابن جوزی ر ۱۰۰۰ھ نے تذکرہ خواص الائمہ کے چھٹے باب میں ”المختار من کلامہ“ کے زیر عنوان حضرت کے کئی خطبے درج کئے ہیں ان میں یہ خطبہ بھی ہے۔ علامہ مجلسی نے اسی کتاب سے بحار الانوار جلد ۱ میں یہ خطبہ نقل کیا ہے۔ دینز کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۱۰) خطبۃ البیان : حضرت کا یہ ایک مشہور خطبہ ہے جس میں حضرت نے توحید عیانی و شہودی کے مقام کو گھمایا ہے سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار النعمانیہ کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ اس خطبہ میں سب اسرار ہی اسرار ہیں جن کی معنی کے معرفت سوائے علمائے راسخ کے کوئی نہیں رکھتا۔ اس خطبہ کو عبدالصمد ہمدانی نے بحر المعارف میں تحریر کیا ہے دینز کتاب ہذا میں مرقوم ہے۔

(۱۱) خطبہ افتخاریک : اس خطبہ کا انداز خطبہ بیان کا ہے۔ یہ بحر المعارف و مشارق الانوار میں بھی مرقوم ہے دینز اس کتاب میں درج ہے ان کے علاوہ اور بہت سے خطبے دیگر کتب میں ملتے ہیں ان میں سے جو کچھ دستیاب ہو سکے یہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

# حضرت امیر المومنینؑ کے چند علمی کارنامے

حضرت علی علیہ السلام کی چند تصانیف جن کا حوالہ قدیم کتب میں ملتا ہے درج ذیل ہیں۔

- (۱) صحیفہ جامعہ :- یہ صحیفہ پوست آہو پر لکھا گیا تھا جس کا طول ستر ہاتھ بیان کیا گیا ہے ماحول کافی جلد اول میں لکھا ہے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے املا کرایا تھا اور حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اس میں معاش و معاد سے متعلق تمام احکام و فرائض کا بیان ہے صحیفہ جامعہ امام عصر علیہ السلام کے پاس محفوظ ہے۔
- (۲) قرآن مجید : نزول آیات کی ترتیب میں تالیف کیا گیا تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس پیش کیا گیا تھا کہ تمام مملکت اسلامیہ میں اس کی نقلیں لکھوا کر بھیجی جائیں مگر حضرت ابوبکرؓ کے اس قرآن کے قبول کرنے سے انکار پر حضرت علیؑ واپس لے گئے اور فرمایا تھا کہ اس قرآن کو اب کوئی نہ دیکھے گا جب تک کہ میرے بارہویں فرزند کا ظہور نہ ہو اور وہ اس کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔

- (۳) مصحف فاطمہ : اس میں امثال حکمت کی باتیں مواعظ، نصائح، اخبار و نوادر جمع کئے گئے تھے حضرت امیرؑ نے مصحف فاطمہ جناب سیدہ کے لئے اپنے پدربزرگوار کا غم غلط کرنے کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ یہ بھی امام عصر علیہ السلام کے پاس محفوظ ہے۔

- (۴) کتاب التفسیر : اس کتاب میں علوم قرآن کی ساٹھ سے زیادہ اقسام کا مخصوص تناولوں کے ساتھ بیان ہے مثلاً اعر - زجر - ترغیب - ترہیب، جمل - ناسخ و منسوخ، حکم و مشابہہ - خاص و عام - عزائم - رخصت - ملال و حرام - فرائض و احکام - حرف مکان و حرف زمان - لفظ خاص معنی عام لفظ عام معنی خاص لفظ واحد با معنی جمع - لفظ جمع با معنی واحد، لفظ ماضی و معنی مستقبل - لفظ جو کسی خبر پر دلالت کرے اور معنی دوسروں کی حکایت کریں۔ تاویل در تنزیل - تاویل قبل از تنزیل - تاویل بعد از تنزیل - وہ آیات جن کا ایک حصہ ایک سورہ میں اور لقیہ دوسرے سورہ میں ہو۔ وہ آیات جن کا نصف منسوخ اور نصف متروک علی الحال ہو۔ آیات مختلفہ اور لفظ متفق - آیات متفقہ اور لفظ مختلف - مخاطب کوئی اور مقصود کوئی اور مخاطب پیغمبر اور مقصود امت، وہ آیات جن کی حرمت بغیر ان کی تحلیل کے نہیں سمجھی جاسکتی، آیات مشتمل بر زادہ، دہریہ، تخریہ، قدریہ، مجرہ، لمحید و مشرکین، احتجاج بر نصاریٰ و یہود - رد منکرین، ثواب و عقاب بعد موت - آیات فقہیت پیغمبر - معراج نبوی - مشیت خداوندی - فضیلت اہلبیت طہرین - آیات در بارہ امیر المومنین - آیات در بارہ وصی پیغمبر - پیش گوئیوں - در بارہ حروف معطعات - اسرار و رموز - علاج الامراض - توجیہ - عدلی خداوندی - نبوت - امانت - قیامت - ظہور - رجعت - تصفیہ قلب و تزکیہ نفس - معرفت نفس - معرفت خدا و رسول و امام - در بارہ جنت - در بارہ جہنم - در بارہ اعراف - در بارہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد، امر بالمعروف،











